Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.100, 2015, pp 53 - 60

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۵ء، شمارہ ۱۰۰

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے کلام کے اردو تراجم

ڈاکٹر ثمن زاہد☆

Abstract:

Hazrat Nousha Ganj Bakhsh belongs to the golden tradition of Sufism in the subcontinent. He lived a very simple life preaching the peaceful message of Islam. He also composed verse for the guideance of the people. His verse was remained undiscovered for more than three centuries. Therefore, it could not gain the attention of critics. Renowned Punjabi scholar Sharif Kunjahi has translated his Punjabi verse into Urdu in verse form. Another translation of his work in prose was done by Dr. Ismat Ullah Zahid. This article presents a critical study of both the translations.

Key words: Hazrat Nousha Ganj Bakhsh, Mysticism, Subcontinent, Punjab, Gujrat, Sharif Kunjahi, Dr. Ismat Ullah Zahid.

برصغیر پاک و ہند میں جن جلیل القدر اولیاے کرام اور صوفیا عظام نے علم و عرفان کی شمع روشن کی ان میں قطب الاقطاب امام العارفین بانیٔ سلسلہ نوشاہیہ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔

آپ کا اصل نام حاجی محمد لقب نوشہ اور خطاب گنج بخش ہے۔ والد ماجد کا نام حضرت علاؤ الدین اور والدہ ماجدہ کا نام بی بی جیونی تھا۔[1] حضرت نوشہ گنج بخش کی ولادت 1014ھ بمطابق 1605ء موضع گھگانوالی تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں ہوئی جبکہ آپ کا آبائی وطن موضع پنن وال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم تھا۔[2] آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد اور چچا سے اور بعدازاں موضع جاگوتارڈ کے مدرسے میں حافظ قائم الدین سے تعلیم حاصل کی۔

☆ لیکچرر، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، کوٹ خواجہ سعید، لاہور

نوشہ گنج بخشؒ دینی اور دنیاوی تعلیم کے حصول کے بعد زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزارتے لمبے عرصے تک یہی معمول رہا کہ ساری رات دریا کنارے عبادت میں مشغول رہتے اور دن کے وقت مسجد میں تلاوتِ قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ بیس سال کی عمر میں آپ کی شادی نوشہرہ تارڑاں کے ایک بزرگ شیخ فتح محمد کی بیٹی سے ہوئی۔

شادی کے بعد آپ نے لاہور میں حضور داتا گنج بخشؒ کے مزار پر چلّہ کشی کی۔ علمِ تصوف کے حصول اور روحانی تربیت کے لیے بھلوال جا کر اپنے عہد کے معروف روحانی بزرگ حضرت سخی شاہ سلیمانؒ نوری کے دست مبارک پر بیعت کی جنھوں نے گھگانوانی میں قیام کے دوران سب سے پہلے آپ کی ولادت کی پیشن گوئی کی تھی۔

مرشد سے روحانیت کی تمام منازل طے کرنے کے بعد بقاباللہ کی منزل پر فائز ہوئے۔ آپ کا تعلق قادریہ سلسلے سے تھا مگر آپ نے اِسی میں ایک نئے سلسلے نوشاہیہ کی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ کے پیروکار قادری نوشاہی کہلاتے ہیں۔ مرشد سے عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ان کی خدمت میں حاضری کے لیے جاتے ہوئے کبھی سواری استعمال نہیں کی بلکہ ہمیشہ گھگانوالی سے بھلوال 27 کوہ تک کا سفر پیدل طے کرتے تھے۔ مرشد نے اسی عقیدت، ریاضت وعبادت اور مجاہدہ کو دیکھ کر خلافت اور امامت انھیں سونپ دی۔

آپ کا اعلیٰ اخلاق، سخاوت، صوم وصلوٰۃ کی پابندی، مہمان نوازی اور توکل علی اللہ کی خصوصیات بے حد مشہور ہیں۔ آپ نے موضع رَنمل میں 1103ھ بمطابق 1691ء میں اس دارِفانی سے کوچ کیا۔ (3) آپ کا مزارِ پُرانوار اسی جگہ مرجع خلائق ہے جہاں اساڑھ کی دوسری جمعرات جمعہ کو عُرس ہوتا ہے جس میں اندرون اور بیرون ممالک سے لاکھوں عقیدت مند حاضری دیتے ہیں۔

آپ نے لوگوں کی دینی و دنیاوی رہنمائی کے لیے بہت سی کتب تصنیف کیں جن میں چھ نثری وعظ ''مواعظِ نوشہ پیر'' تقریباً چار ہزار اشعار (پنجابی) پر مشتمل دیوان ''گنج شریف'' دو ہزار اشعار (اردو) پر مشتمل دیوان ''انتخاب گنج شریف'' اردو مثنوی ''گنج الاسرار'' اور فارسی ملفوظات پر مشتمل ''چہار بہار'' وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کی دینی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مشہور مستشرق گارساں دتاسی اور پروفیسر آرنلڈ نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ آپ کی تبلیغی کاوشوں سے دو لاکھ ہندوؤں نے اسلام قبول کیا۔ اسی حقیقت کو

مدنظر رکھتے ہوئے آپ کے حسن خلوص، تربیت کے دلکش انداز نے لوگوں کی زندگی میں جوانقلاب برپا کیا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پنجابی زبان کے معروف صوفی شاعر ہاشم شاہ تھرپالوی نے بھی لکھا ہے کہ:

چہ خوش میخانہ دمے گنج بخش ست — خودی و گمرہی را رنج بخش ست
چناں ایں عالم از بدعت بری کرد — عروس فقر را زیور گری کرد
نگاہِ صیقل نوشہ قلندر — دلم را کرد آئینہ سکندر (4)

ہماری تاریخ کا یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ ہمارے اکثر صوفیاء کی شخصیت اور اُن کے علمی ادبی کارناموں پر زمانے کی گرد پڑی ہوئی ہے اور نہ جانے کیسے کیسے گوہر نایاب اس کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کا شمار اگر چہ ہمارے ان صوفیاء میں ہوتا ہے جن کا روحانی فیض صدیوں سے جاری ہے اور برصغیر پاک وہند میں ان کے عقیدت مندوں کے ہزاروں آستانے آباد ہیں مگر یہ حقیقت بہت دیر تک اہلِ علم سے پوشیدہ رہی کہ آپ اُردو اور پنجابی کے نہ صرف بہترین شاعر بلکہ پنجابی کے پہلے نثر نگار بھی ہیں۔ جن صوفیاء کی نگارشات منظر عام پر ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جن کے اپنے ہاتھ کی کوئی تحریر محفوظ نہیں اور اگر کوئی چیزیں سامنے آئی ہیں ثانوی ذرائع سے محققین تک پہنچی ہیں۔ ان ثانوی ذرائع میں لوگوں کی صوفیاء کے ساتھ عقیدت مندی بھی شامل ہے جس نے ان کا کلام یاد رکھا اور سینہ بسینہ اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔ یا پھر وہ مخطوطات ہیں جو زمانے کی دست بُرد سے کسی طرح محفوظ رہ گئے۔ حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے کلام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے کہ ان کے اپنے ہاتھ کی کوئی تحریر ابھی تک منظر عام پر نہیں آ سکی البتہ ان کے سلسلہ تصوف سے وابستہ اہل علم نے اپنے ذوق کے پیش نظر کچھ چیزیں نقل کر لیں۔ ایسا ہی ایک مخطوطہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے ذخیرۂ شیرانی میں موجود ہے جو ''کشکول نوشاہی'' کے نام سے درج ہے۔ غالباً یہ فقیر خانہ اندرون بھاٹی گیٹ لاہور سے کسی طرح یہاں منتقل ہوا ہے۔ شرافت نوشاہی صاحب (مرحوم) نے بڑی عرق ریزی کے بعد اس میں سے اُردو اور پنجابی کلام کو الگ الگ کر کے نوشہ گنج بخش کے کلام کے طور پر شائع کروایا ہے۔ اُردو کلام ''انتخاب گنج شریف'' کے عنوان سے ادارہ دارالمورخین لاہور نے 1975ء میں شائع کیا جبکہ پنجابی کلام ''گنج شریف'' کے نام سے معارف نوشاہیہ ساہنپال گجرات کے اہتمام سے 1980ء میں شائع ہوا۔ اُردو شاعری تقریباً دو ہزار اور پنجابی شاعری تقریباً چار

ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ پنجابی نثر میں دریافت ہونے والے مواعظ کے پیش نظر آپ کو پنجابی کا پہلا نثر نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔

نوشہ گنج بخشؒ کی اُردو اور پنجابی شاعری میں تصوف کے بنیادی مسائل اور عقاید پر سیر حاصل روشنی ملتی ہے جو ایک صوفی کے کلام میں ہونے چاہیے۔ آپ کی مثنوی ''گنج الاسرار'' اس سلسلے میں خاصے کی چیز ہے جبکہ آپ کے ملفوظات ''چہار بہار'' کے نام سے ہاشم شاہ تھرپالوی نے بہ زبان فارسی 1209 ہجری بمطابق 1794ء میں ترتیب دیئے جس کا اظہار ہاشم شاہ نے خود ان الفاظ میں کیا ہے:

ہزار و دو صد ونہ سال ے بود
چو ہاشم ایں روش اظہار نبود(5)

چونکہ یہ سارا کچھ آپ کے وصال سے بہت عرصہ بعد منظر عام پر آیا اس لیے ماضی قریب میں عام قاری کی اس علمی و روحانی سرمائے تک پوری طرح رسائی نہیں ہوسکی چنانچہ آپ کے کلام کے تراجم بھی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔

نوشہ گنج بخشؒ کا کمال ہے کہ انھوں نے اپنے کلام میں اپنے دور کی وہی زبان استعمال کی جو ان کے علاقے میں عام بولی جاتی تھی۔ اگرچہ زمانے کے ساتھ ساتھ اس میں سے کئی الفاظ متروک ہو چکے ہیں مگر بیشتر الفاظ آج بھی پنجابی زبان میں رائج ہیں۔ اور ان ہی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جن معنوں میں آپ نے استعمال کیے ہیں۔ مثلاً

آخر عملاں تولسن، تکڑے دے وچ پائے
جس دل کلمہ ہووسی نوشہ بوجھائے سائے

مَن دیاں نشانیاں نوشہ دے سنا
صدق ، صبوری بندگی ، آنن امر بجا(6)

مٹھا بولن ہار ہے نوشہ سب دا یار
مندا بولن جگت وچ سمجھے کرے بیزار(7)

اردو کلام سے مثال دیکھیں:

ایک حق رسول بحق مکھ سُوں کیا اقرار
من مانا رب رسول سُوں تو پایا دیدار (8)

اقرارؔ باللسان ہے درویشی کا کال
تصدیقؔ بالقلب ہے درویشی کا حال
اسلام اقرار زبان کا دل کا صدق ایمان
حال صدق اقرار قال نوشہ کرے بیان
نوشہ حُب خدائے کی ایسی نیکی ہوئے
سانچے مرد محبّ کو بدی نہ پوہے کوئی (9)

حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے کلام کے اردو تراجم:

نوشہ گنج بخشؒ کا پیغام اور کلام دونوں ہی انسانیت کی بھلائی اور رہنمائی کے لیے ہیں اس لیے ان کو ایک زبان تک محدود کر دینا یقیناً زیادتی ہوگی مگر تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ بہت سے دوسرے صوفی شعرا کی طرح نوشہ گنج بخش کے کلام کے اردو تراجم کی طرف بھی توجہ بہت کم دی گئی ہے۔ صرف چند ایک مترجمین نے ان کے پنجابی کلام کو اردو (نظم و نثر) میں ڈھالا ہے مگر یہ کاوشیں بھی جزوی ہیں اور محض ان کے چند اشعار کے تراجم تک محدود ہیں۔ ان کے مکمل پنجابی کلام کو کسی نے بھی اردو کا لبادہ پہنانے کی سعی نہیں کی۔ بہر کیف ان کے کلام کے اردو تراجم جو دستیاب ہیں ہم ان کا مختصراً جائزہ لیتے ہیں۔

پنجابی شاعری سے انتخاب (1983ء):

شریف کنجاہی نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''پنجابی شاعری سے انتخاب'' 1983ء میں 177 شعراء کے کلام کے منتخب حصوں کو اردو نظم کا روپ دیا ہے اس میں حضرت نوشہ گنج بخشؒ کے کلامِ پنجابی سے بھی منتخب حصوں کے تراجم کو شامل کیا گیا ہے۔ یہ جزوی کاوِش شاعر کے تین بندوں اور تین اشعار کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اصل متن اور ترجمہ آمنے سامنے صفحات پر لکھا گیا ہے۔ مترجم نے اصل متن کے ماخذ

کی نشاندہی کہیں نہیں کی۔

ترجمے کی مثال: اصل متن:

دھندے مُول نہ نبڑے عمر انبڑ گئی
دنیا دا ہتھ نہ آیا کھپ کھپ گئے گئی

ترجمہ:

نپٹی عمر یہاں پر کس نے دھندوں کو نپٹایا
کھپ کھپ گئے ہزار اس دنیا کا پر بھید نہ پایا

مترجم نے اپنے مخصوص انداز کو اپناتے ہوئے ترجمہ میں عام فہم الفاظ اور سادگی کا مکمل خیال رکھا ہے وہ پنجابی اور اردو زبانوں پر مکمل عبور رکھتے ہیں اسی لیے صرف پنجابی کے متبادل اردو الفاظ تلاش کر کے ہی ترجمے میں نہیں لکھ دیئے بلکہ اصل متن کی گہرائی اور پنجابی الفاظ کے مکمل پس منظر کو مدِ نظر رکھ کر اردو نظم میں ڈھالا ہے۔ زیرِ نظر ترجمہ اس کی عمدہ مثال ہے۔ درج بالا شعر میں شاعر کی استعمال کردہ بحر کو ہی ترجمے میں اپنایا ہے اور اس کے تاثر اور صوتی آہنگ کو پنجابی متن کے قریب قریب رکھنے کی کوشش کی ہے۔ایک اور مثال دیکھیں:

دنیا سندی حاکمی جانن نہ درویش
سچا حاکم رب ہے جس دا حکم ہمیش
اس حکومت دنیاوی کو خاطر میں درویش نہ لائے
سچا حاکم وہ رب ہے جو دائم حکم چلائے

مترجم نے لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے بامحاورہ ترجمہ کیا ہے جس میں شاعر کی فکر اور سوچ کی بلندی کا ادراک کرتے ہوئے معانی کو اردو نظم کے قالب میں ڈھالا گیا ہے قاری کی آسانی اور شاعر کے پیغام کی بھرپور ترسیل کے لیے شیرف کنجاہی نے عام فہم اور موثر انداز اختیار کیا ہے۔ ترجمے میں کہیں بھی ابہام موجود نہیں ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ شاعر کی استعمال کردہ زبان سے مترجم اس لیے بھی اچھی طرح واقف ہے کہ وہ خود گجرات کے رہنے والے ہیں اور اس علاقے کے اردگرد پھیلی زبان کے لب ولہجوں سے مکمل واقفیت رکھتے ہیں لہٰذا نوشہ گنج بخشؒ کے ہاں مستعمل گجراتی زبان اور لب ولہجہ کی ظاہری و باطنی گہرائیوں کا شعور رکھتے ہوئے اُن کی فکر کا بھرپور طریقے سے ابلاغ کرنے کی کوشش کی ہے۔ نوشہ گنج بخش کے

کلام کا منظوم اردو ترجمہ اس کے علاوہ کوئی نہیں۔اس لیے یہ ترجمہ اب تک اول اور آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

کلام نوشہ گنج بخشؒ کا اردو نثری ترجمہ:

نوشہ گنج بخش کے پنجابی کلام کا نثری اردو ترجمہ کی بھی ابھی تک ایک ہی کوشش منظرِ عام پر آئی ہے جو کہ کلامِ صوفیاء میں موجود ہے۔ یہ کتاب دراصل چاروں صوبوں کے صوفیاء کرام کے صوفیانہ کلام اور اس کا اردو ترجمہ ہے جس کے پنجابی حصے کا ترجمہ ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد نے کیا ہے۔

اس میں نوشہ گنج بخشؒ کے کلام کو بھی جزوی طور پر اردو نثر کے قالب میں منتقل کیا گیا ہے۔مترجم نے ان کے سات منتخب اشعار کا ترجمہ کر کے کلامِ صوفیا میں شامل کیا ہے۔ترجمے سے پہلے شاعر کی حیات اور شاعر پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ پھر صفحہ 38 اور 39 پر اصل متن اور ترجمہ لکھا ہے۔

مثال:

مرشد سچے آکھیا سچا کلمہ بھر
سچا کلمہ آکھیا موتوں ذرا نہ ڈر

ترجمہ: ''مرشد کا حکم ہے کہ ہمیشہ زبان سے سچی بات کہو کیونکہ سچ ہر قسم کے ڈر، خوف سے نجات دلا دیتا ہے۔''

جے تیں طلب خدائے دی آٹھ پہر کر یاد
یاد بنا جو طلب ہے نوشہ سو برباد

ترجمہ: ''اگر تجھے خدا کی طلب ہے تو پھر ہر وقت اس کا نام ورِدِ زبان رکھ۔ ذکر کے بغیر اس کی طلب فائدہ مند نہیں''۔

ترجمے کا انداز زیادہ تر لفظی ہے مگر مترجم نے اشعار کے اندر چھپے اسرار و رموز کو حتی الامکان ترجمے میں ڈھال دیا ہے جس سے مفاہیم کی بڑی حد تک ترسیل تو ممکن ہوئی ہے تاہم اختصار کا پہلو بہت زیادہ نظر آتا ہے۔مترجم نے تراجم میں اس قدر اختصار سے کام لیا ہے کہ کہیں کہیں اس سے ترجمے کے اندر تشنگی سی محسوس ہوتی ہے کیونکہ قدرے وضاحت سے کام لے کر مترجم شاعر کی فکر کو مزید واضح کر سکتا تھا۔آخری دو اشعار میں مترجم نے ترجمہ کرنے کی بجائے محض مفہوم بیان کر دیا ہے۔یعنی شعر کا نچوڑ بیان کیا ہے۔

مثلاً:

بہشت کمائی بھلے دی بُرے دی دوزخ کھٹ
کیتا پاوے اپنا کیہہ سید کیہہ جٹ

ترجمہ: ''ہر کسی کو اس کے اعمال کا صلہ ملے گا۔ذات برادری کوئی حیثیت نہیں رکھتی''۔

مجموعی طور پر دیکھیں تو ترجمہ مختصر ہونے کے باوجود فکری اور فنی دونوں سطح پر بہتر اور معیاری ہے۔مترجم نے نہایت سادہ اور عام فہم اردو نثر کا استعمال کرتے ہوئے شاعر کے باطنی احساسات و خیالات کی مکمل نمائندگی کی ہے، اور کہیں بھی ابہام یا الجھن کو ترجمے کا حصہ نہیں بننے دیا، لہٰذا جہاں ترجمہ فکری اور فنی حسن کا حامل ہے وہاں اسے نوشہ گنج بخشؒ کے پنجابی کلام کے اول اور واحد نثری اردو ترجمہ ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

نوشہ گنج بخشؒ کے پنجابی کلام کے تراجم بہت کم تعداد میں میسر ہیں لہٰذا اردو دان طبقے کو اور خصوصاً مترجمین کو اس طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ان کے اور دیگر صوفی شعرا کے آفاقی پیغامات کو ایک زبان کی حدود سے نکال کر ہر زبان کے لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

حوالے

1- عصمت اللہ زاہد، ڈاکٹر: حضرت نوشہ گنج بخشؒ احوال و آثار؛ مکتبہ نوشاہیہ سنگھوئی، لاہور 2009ء، ص 27

2- عصمت اللہ زاہد، ڈاکٹر: کلامِ صوفیاء؛ فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن پاکستان، لاہور 1993ء ص 37

3- ڈاکٹر عصمت اللہ زاہد: حضرت نوشہ گنج بخش احوال و آثار؛ ص 17

4- ہاشم شاہ تھرپالوی: چہار بہار مرتبہ شرافت نوشاہی، مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، 1984ء ص 14

5- ہاشم شاہ تھرپالوی: چہار بہار بہ اہتمام برق نوشاہی، بریڈفورڈ انگلستان، 1979ء ص 62

6- نوشہ گنج بخش، انتخاب گنج شریف؛ مرتبہ شرافت نوشاہی دارالمورخین لاہور 1975ء ص 347

7- ایضاً ص 382

8- ایضاً

9- ایضاً